استاذ العلماء مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم: ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی

ترجمہ مطارحات التحقیق فی برہان التطبیق

برہان التطبیق کے سلسلے میں تحقیقی مناظرات

چوتھی قسط

چوتھا مناظرہ نقوض اور اس کے متعلق تحقیقات عزیبہ میں اور حل سے اس کے تاخیر کا عذر حالانکہ مناظرہ کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ برعکس ہو۔

پہلا نقض مراتب اعداد غیر متناہیہ کا پہلے گذر چکا ہے کیونکہ دلیل ان میں قائم ہے۔ ان کے عدم تناہی کے ساتھ دوسرا نقض ظاہر ہے۔ متکلم اور حکیم کے ہاں مسلم ہے۔ لیکن پہلا اس لیے کہ ہم اعداد میں سے دو جملے فرض کرتے ہیں۔ ان میں ایک کو کئی بار غیر متناہی سے تضعیف کی جائے۔ اس طرح کہیں ایک دو لانہایت تک اور دوسرے ایک ہزار کی تضعیف بھی اسی طرح ہو جیسا کہ ہم کہیں ایک ہزار دو ہزار لانہایت تک پھر ایک جملے کو دوسرے پر تطبیق دیدیں۔ اس طرح کہ زائد میں سے پہلے کو ناقص کے اول کے مقابلے میں رکھیں اور اسی طرح کلام کو آخر تک چلاتے رہیں۔ حالانکہ یہ دونوں جملے بالضرورۃ غیر متناہی ہیں۔ ختم ہوئی جریان کی تحریر۔ مدعیٰ کے تخلف کے ساتھ اور وہ ہے لاتناہی کا بطلان، اصل دلیل پر اس کے ورود میں متکلم اور حکیم دونوں اس کے جواب کے محتاج ہیں۔ کیونکہ فریقین کا اتفاق ہے کہ یہ برہان لاتناہی کو باطل کرتا ہے۔ اور اس پر دونوں کا اتفاق ہے کہ اعداد غیر متناہی ہیں۔

لیکن حکیم کا جواب اس طرح ہے کہ اعداد کے مراتب اگرچہ غیر متناہی ہیں لیکن وہ وجود میں مجتمع نہیں ہے اور تسلسل کا امتناع ایسے امور میں ہوتا ہے جس کے لیے وجود بالفعل ہوتا ہے اور ترتب ہوتا ہے اور دلیل صرف اس تسلسل کے ابطال پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کے غیر میں اس کا جریان منع ہے کیونکہ اس میں فی الحقیقت تطبیق ممکن نہیں ہے اور مراتب اعداد میں جو جریان کا صدور ہوا ہے وہ تخیل ہے عقل سے اس کا وقوع ممکن نہیں ہے جیسا کہ مناظرہ سابقہ میں براہین سے ثابت ہوا ہے۔

لیکن متکلم کا جواب وہ اس لیے ہے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ برہان ہر اس چیز میں جاری ہوگا جس کو وجود ضابطہ ہے چاہے وہ چیزیں ایک ساتھ ہوں یا ایک دوسرے کے پیچھے ہوں، مرتب ہوں یا مرتب نہ ہوں اس نے کہا کہ جس کا یہ حال ہوگا تو وہ چیز محض وہمی نہ ہوگی تاکہ دونوں سلسلوں کا تطبیق میں انقطاع وہم کے انقطاع سے ہوگا اور اس میں اس کا جانا اس وہم کے اعتبار سے ہوگا بخلاف اعداد کے مراتب کے کیونکہ وہ وہمی محض ہیں تو ان کا جانا تطبیق میں صرف وہم کے لحاظ سے ہوگا۔ وہ ایسے امور وہمیہ کے ملاحظہ سے جو کہ غیر متناہیہ ہیں عاجز ہے تو وہ چیزیں وہم کے انقطاع سے تطبیق سے منقطع ہو جائیں گی تو یہاں نہ خلف ظاہر ہوگا اور نہ کوئی محذور لازم آئے گا۔

انھوں نے کہا ہے کہ اس کی تحقیق یہ ہے کہ اعداد چونکہ محض وہمی ہیں ان میں نفس الامر میں دو جملے تطبیق پانے نہیں ہوں گے تو ہم یہ اختیار کریں گے دو جملے جو اعداد میں مفروضی ہیں۔ وہ وہم کے انقطاع سے دونوں تطبیق سے منقطع ہو جائیں گے کیونکہ اس میں عجز پایا جاتا ہے اور ان دونوں کے انقطاع سے غیر متناہی کا انقطاع نفس الامر میں لازم نہ آئے گا تاکہ وہ محال ہو کیونکہ یہ دونوں جملے نفس الامر میں نہیں ہیں تو ان دونوں کا انقطاع نفس الامر میں متصور نہ ہوگا یا ہم اختیار کریں گے کہ یہ دونوں نہ ہوں گے اور نہ اس سے نفس الامر میں دونوں کی مساوات لازم آئے گی۔ کیونکہ مساوات کا نہ ہونا فرع ہے۔ ان دونوں کے وجود کا نفس الامر میں بخلاف اس کے جس کے لیے نفس الامر میں وجود ہے۔ کیونکہ اس میں دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا

ضروری ہے یا تو نفس الامر میں اس کا انقطاع یا اس کا عدم انقطاع نفس الامر میں تو پھر دونوں جملوں زائد اور ناقص کی تساوی لازم آئے گی اور یہ دونوں محال ہیں اھ۔

میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف نفی قوت سے پھرتا ہوں یہ وہ ہے جس کو انھوں نے اس لیے ذکر کیا ہے کہ اعداد کا نقض اصل برہان پر نہ آئے گا جو کہ ان پر ان کے قول میں نقض آتا تھا برہان کو آگے پیچھے آنے والے امور میں اور ان میں تسلسل کا بطلان تھا کیونکہ انھوں نے اس میں دفع نقض کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ اس میں جاری ہوتا تھا تو وہ امور کے انقطاع کا فائدہ دیتا تھا۔ وہم کے انقطاع سے اس کے تطبیق دینے میں تو پھر نہ خلف ظاہر ہوتا تھا۔ وہم کے انقطاع سے اس کے تطبیق دینے میں تو پھر نہ خلف ظاہر ہوتا تھا اور کوئی محذور لازم آتا تھا جیسا کہ اعداد میں ہوتا ہے اور اس میں تحقیق اس تحقیق کی طرح ہے جو اعداد میں مذکور ہے تو ہم دونوں مذکور اقیاروں کو اس میں اختیار کریں گے جیسا کہ ہم نے دونوں کے اعداد میں اختیار کیا ہے اور اس میں دو مذکور لازم بھی لازم نہ آئیں گے۔ جیسا کہ اس میں لازم نہیں آئے تھے اس کا بیان یہ ہے کہ امور متعاقب اپنی عدم کی حالت میں محض اعدام تھے جب ان کے درمیان تطبیق دی جاتی تھی تو صرف وہم سے تطبیق ہوتی تھی تو یہ محض وہمی موجودات ہیں اس حال میں جیسا کہ اعداد ہیں اور ان کا ہونا اس طرح کہ ان پر وجود طاری ہوتا ہے ایسے ازمنہ میں کہ اس کو اس کی جعل میں کوئی اثر نہیں ہے جس وقت ان پر موجود اعداد سے ممتاز نہ ہو اس میں کہ وہ کسی وجہ سے وہمی محض ہیں تاکہ ان کا انقطاع تطبیق میں وہم کے انقطاع سے نہیں ہے اور اس کا اس میں جانا وہم کے اعتبار سے ہے تو پھر اس سے مراتب اعداد مخالف ہوئے۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ جس کو وجود ضابطہ ہے اگرچہ اس کے ازمنہ میں تو وہ امر وہمی محض نہ ہوگا تاکہ اس کا انقطاع وہم کے انقطاع سے ہو بخلاف مراتب اعداد کے کیونکہ وہ وہمی محض ہیں۔ الخ تحکم ظاہر ہے اور فرق ہے بلا کسی فارق کے۔

ہاں امور متعاقبہ وجود میں وہ امور وہمیہ نہیں ہیں۔ اعداد کی طرح اس حیثیت سے کہ اعداد پر ہمیشہ کے لیے وجود طاری نہیں ہوتا۔ بخلاف متعاقبہ کے لیکن یہ حالت

راہنہ عدمیہ میں بھی اس جیسے نہیں ہیں۔ یہ حالت وہ ہے کہ جب ان کے درمیان تطبیق دی جائے تو وجود وہمی سے تطبیق دی جائے اور وہ ایسا ہے کہ جس کا شان کسی غبی پر بھی مخفی نہیں ہوتا چہ جائیکہ ذکی ہو اور یہ زیادتی بیان ہے اس کے لیے جس کی طرف اشارہ گزرا ہے۔ علامہ کے اوپر کلام میں صدر حال کے اندر اور یہ بھی ان کا کہنا مراتب اعداد میں کہ وہ وہمی محض ہیں اگر اس سے اس کا یہ مطلب ہے کہ مراتب اعداد یہ انیاب اغوال کی طرح وہمیہ محض ہیں تو وہ باطل ہے کیونکہ عقل کے ہاں ان امور کے نفس الامر میں مبدأ اور منشا موجود ہیں اور وہ ہے کم منفصل معدودات کو عارض ان امور کے انتزاع میں اس منشاء کا اعتقاد کیا جاتا ہے۔ انیاب اغوال میں ایسا نہیں ہوتا اور اگر اس سے یہ ارادہ کیا ہے یہ امور خارج موجود نہیں ہے صرف عقل ان کو اعتبار کرتا اور انتزاع کرتا ہے کسی مبدأ اور منشا سے نفس الامر میں تو پھر ایسے امور میں تطبیق کے جاری نہ ہونے کا حکم اپنے ساتھ مناقضہ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ انھوں نے یہ تصریح کی ہے کہ امور وہمیہ میں تطبیق جاری نہیں ہوتی اس سے ایسے امور مراد ہیں جن کے لیے نفس الامر میں مبدأ اور منشاء انتزاع نہ ہو جیسے انیاب (غول بیابانی کی ڈاڑھیں) نہ وہ چیزیں جو خارج میں موجود نہ ہوں اگرچہ وہ نکالی ہوئی ہے اس طرح کہ ان کا منتزع اور ماخذ موجود ہو تو ان پر لازم آئے گا کہ یا تو وہ اقرار کریں کہ تسلسل امور متعاقبہ میں جاری ہوتا ہے جس طرح اس کا حکیم قائل ہوتا ہے یا ان پر یہ لازم آئے گا کہ مراتب اعداد کے متناہی ہیں تانی کی طرف تو کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ اس کا بطلان بدیہی ہے تو پھر پہلا متعین ہوا۔ حرکات فلکیہ کے لاتناہی ہونے کے لزوم سے بھاگنا منصف کو انکار کی طرف مجبور نہیں کرتا بعد اس کے دلیل واضح ہے۔

علاوہ یہ کہ اس کے ابطال کی طرف احتیاج برہان کا متقاضی ہے جو کہ ان کے ہاں حدوث افلاک پر قائم ہے کیونکہ سرمدی حرکت اعتماد کرتی ہے اور چاہتی ہے متحرک کی سرمدیت کو پھر جہاں پہلی باطل ہوئی تو دوسری بھی باطل ہوئی۔ اس کا فائدہ لو!

دوسرا النقض اللہ تعالیٰ کے معلومات غیر متناہیہ سے اور یہ بھی متکلم پر ہی متوجہ ہوتا ہے

جوکہ امور مجتمع الوجود میں برہان کے جریان کا قائل ہے اگرچہ وہ امور مرتب نہ ہوں۔
اس نقض کی تحریر اس طرح ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معلومات کا ایک جملہ زائدہ فرض کریں گے اور دوسرا اس کی مقدورات کا ناقص فرض کریں گے تو یہ دونوں باوجود اس کے کہ غیر متناہی ہیں۔ ان میں سے مقدورات معلومات سے اقل ہیں کیونکہ ممتنع مقدور باری میں داخل نہیں ہے اور معلوم میں داخل ہے پھر دونوں جملوں میں ہم سابق کی طرح تطبیق دیں گے۔ اور اس کو چلاتے رہیں گے تو خلف مذکور ظاہر ہوگا تو متکلمین پر یہ لازم آئے گا کہ امور غیر مرتبہ میں عدم تناہی کے جواز کے قائل ہوں اور اس جیسے میں تطبیق ممتنع ہوگی عقل سے جیسے کہ حکماء نے کہا ہے یا معلومات اللہ تعالیٰ کے تناہی کو لازم کہیں۔ دوسرے احتمال کی طرف سبیل نہیں ہے کیونکہ اس کے قائل پر کفر لازم آئے گا تو پہلا متعین ہوا۔
علامہ تفتازانی نے اس نقض کا شرح مقاصد اور شرح عقائد نسفیہ میں جو جواب دیا ہے کہ اعداد یہ معلومات اور مقدومات کے لا تناہی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ اس حد تک متناہی نہیں ہوں گے جو اس کے اوپر دوسری چیز متصور نہ کی جائے۔ اس معنی سے نہیں کہ کہ جس کے لیے نہایت نہیں وہ موجود ہوگئی کیونکہ یہ محال ہے۔ اھ اس کے باوجود کہ ان کے مذہب یا ان کے اکثر اہل تصانیف کے مذہب کے مخالف ہے کہ وہ مذکور برہان کو موجودات متعاقبہ میں جاری کرتے ہیں اور تسلسل لا یقضی کو باطل کہتے ہیں۔ اور اس سے ہے کہ حرکات فلکیہ میں تسلسل باطل ہے اور خطا فاحش ہے اور اس سے تعجب پیدا ہوتا ہے اس فاضل پیشوا سے اور اس سے اس کا تنبہ نہ ہوا جو ان کو واضح طور پر لازم آتا ہے اور یہ التزام صریح کے مشابہ ہے جس کو اس کی لغزش کھانے والوں کو معاف نہیں کیا جاتا اور یہ اس لیے ہے کہ یہ کہنا معلومات اللہ تعالیٰ کی کس حد تک نہیں ٹھہرتی ساتھ اس اعتقاد کے کہ غیر متناہی کا نفس الامر میں داخل ہونا ممتنع ہے اگرچہ وجود علمی الٰہی جل مجدہ میں اس سے تو اس پر بالفعل جہل کی تجویز ہے ایسی چیزوں کے لیے جو ابھی موجود نہیں ہیں۔ اور اس کا ابطال ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس قدسی سے خبر دی ہے۔ خبردار وہ جانتا ہے کہ کس نے پیدا کیا۔ کیونکہ جو آگے پیدا ہونے والی ہے اس کے لیے نہایت نہیں ہے وہ یا توجب

موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوگی یا اس کے غیر کی ہوگی۔ دوسری شق پر دو مخلوق خالقوں کا تعدد لازم آئے گا۔ اور وہ وحدت کے برہان سے باطل ہے اور پہلی شق پر یا اس کو اس کے پیدا کرنے سے پہلے جانے گا یا خلق کے بعد، پہلی شق پر ایسی مخلوقات جو کسی حد تک ٹھہرنے والی نہیں ہیں۔ ان کے وجود سے پہلے ان کا علم ان چیزوں کا علم ہوگا ان کے تناہی کی وصف پر ایک بار تو پھر غیر متناہی ایک ساتھ وجود میں داخل ہوگئے اور یہ اس قائل کے ہاں باطل ہے تو پھر ثانی صورت متعین ہوگئی۔ اسوقت وہ کسی چیز کا بھی خالق نہ ہوگا۔ حالانکہ اس نے خود خبر دی ہے "انه خالق كل شئ" وہ ہر شئی کا پیدا کرنے والا ہے کیونکہ خلق خاص طور پر تمہارے ہاں اختیاری فعل ہے اور ہر ایسا فعل باری تعالیٰ کا ایسے فعل کے جاننے پر سے مسبوق ہے۔ اس تمام سے اللہ پاک اور بلند ہے اور جس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اللہ کا علم کس حد تک ٹھہرتا نہیں ہے تو تحقیق اس نے یہ اعتراف کیا کہ وہاں موجودات ہیں جس سے علم کا تعلق ہوتا ہے عدم تناہی تک اپنے ازمنہ میں تو اس نے گویا اقرار کیا کہ ایسی چیزوں سے اللہ تعالیٰ کا علم متخلف ہوتا ہے۔ ان کے عدم کے ازمنہ میں، اور وہ کون ہے جو غیر متناہی لایقفی (کسی حد تک ٹھہرتے والا نہ ہو نفس الامر میں) کے معنی میں اس کا انکار کرے یہاں تک کہ ایک قائل کہتا ہے کہ شئ کا علم اس کے وجود کا فرع ہے تو جہاں کسی حد تک ٹھہرنے والا نفس الامر میں اس کے لیے وجود نہیں ہے تو جس چیز کا تحقق نفس الامر میں نہیں ہے اس کے علم کی نفی میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے اس کے باوجود کہ تمام شرائع ناموسیہ الہیہ سب ہی وجود کے تعاقب کا غیر متناہی حد تک جنت کی نعمتوں میں قائل ہیں اور جنت میں رہنے والوں کے متعلق بھی ان کا یہی عقیدہ ہے تو اگر علم ان سب کا احاطہ کرتا ہے لاتناہی کی وصف میں ابدالآباد تک ایک ہی دفعہ میں تو اس سے ثابت ہوتا ہے امور غیر متناہیہ مجمعہ غیر متناہی کا موجود ہونا اور حکیم کی طرف سے حق ظاہر ہوگیا اور اگر وہ علم ان چیزوں کا احاطہ صرف ان کے وجود کے ازمنہ میں کرتا ہے۔ جس طرح علامہ تفتازانی نے اس کو لازم کیا ہے تو بالفعل ایسے امور سے جاہل لازم آئے گا جن کے وجود کی ان کے ازمنہ

میں شرائع نے خبر دی ہے اگر چہ وہ ایک زمانہ میں اجتماعی طور پر موجود نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی ذات
لیسے ہفوات اور جہالات سے بلند ہے تو سے متاخرین میں سے کسی ایک کی طرف سے جواب
میں ایسی شناعت جمیع متکلمین لایق اور لاحق سب کے لیے ایک مذہب ملتزم بن جاتی ہے یہاں
تک کہ صدر اعظم (صدر الدین) شیرازی اسفار میں کہا ہے کہ متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ معلومات
باری تعالیٰ غیر متناہی ہیں۔ اس معنی سے کہ وہ کسی حد تک کھڑے ہونے والے نہیں ہیں۔ ا۔ھ۔

تحقیق میں دیکھتا ہوں کہ کوئی مومن بھی اس کلام کے معنی کو اس طرح تعقل نہ کرے گا زیادہ
کہ وہ عالم ہو اور اس کو اعتقاد کرے اور اس کو لازم قرار دے۔ ہاں اس سخافت کے التزام اور سب
کی نسبت کا منشاء ان سب کا یہ قول ہے کہ علم کی صفت قدیم ہے اور حوادث کے حدوث کی وجہ
سے تعلق حادث ہے کیونکہ علم جب تک کسی شئے سے تعلق نہیں لیتا وہ شئی معلوم نہیں ہوتی اور انھوں نے
یہ حکم لگایا ہے کہ تعلق لایزال (مستقبل) میں ہوتا ہے۔ ازل میں نہیں ہوتا اور یہ اس التزال کا عین ہے کہ
وہ غیر متناہی اشیاء کو نہیں جانتا ایک دفعہ میں اور یہ ان سب کی طرف سے ہے صرف تفتازانی اکیلے سے نہیں ہے،
علامہ دوانی نے کہا ہے کہ جمہور نے اس بحث میں کوئی ایسی چیز نہیں لائی جو ذکیاء کے دل سے
چسپاں ہو بلکہ انھوں نے بعیدہ منوع کے لانے کی کوشش کی ہے جس کا طبع مستقیم شدت سے
انکار کرتی ہے تو اس میں ناظرین کے نفوس مذہب حکماء کی طرف مائل ہیں اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس
میں ہم نے جو ذکر کیا ہے اس میں اس سے خلاصی ہے اسے اس کا لزوم کہ حق تعالیٰ ازل میں حوادث
کا عالم نہیں اور اس کی معلومات متکلمین کے مذہب پر نقض وارد ہوں تب اس کا یہاں ذکر کرنا
اور آگے اس پر کلام کرنا ضروری ہے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اگر تو کہے اس پر جس کو تو نے ذکر کیا یعنی برہان تطبیق کے جریان
میں ترتب کا شرط کرنا باطل ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معلومات متناہی ہیں ورنہ
برہان منقوض ہو گا میں کہونگا کہ اگر واجب تعالیٰ کا علم اشیاء کو صورت مفصلہ سے ہو گا تو بات ایسی ہے
لیکن اس کے جواز کو ہم کرتے ہیں کیونکہ جائز ہے کہ اس کا علم واحد بسیط ہو جیسا کہ اس کی طرف
محقق گئے ہیں پھر معلومات میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق تعدد ہو۔ پھر تطبیق غیر متصور ہے اس
لیے فلاسفہ اس طرف گئے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اجمالی ہے اور بعض اشیاء غیر متناہیہ کے
جاننے کی نفی کرتے ہیں۔

(جاری ہے)